مرعوبیت

زندگی کے بام و در کو فتنوں نے اس طرح گھیرا ہے کہ دامن بچا کے نکلنے کی راہ بڑی مشکل سے سجھائی دیتی ہے، فتنوں کی اس لمبی فہرست میں ''مرعوبیت'' کا فتنہ ہمارے نزدیک سرفہرست ہے، عام مسلمانوں کو رہنے دیں، عالم اسلام کے طبقہ اشرافیہ کو بھی رہنے دیں، بعض مسلمان مبلغین اور کئی علماء تک مرعوبیت اور احساس کمتری کا شکار نظر آتے ہیں، ایمان کمزور ہو تو دل کی زمین میں مرعوبیت کی جڑیں پیوست ہوتی چلی جاتی ہیں، مادی ترقی اور ظاہری مناظر کی چکاچوند سے بڑے بڑوں کی آنکھیں خیرہ اور دل فریفتہ ہو جاتے ہیں، یوں کہ ان کی فکر و سوچ کے تار اس کے گن گانے اور مسلمانوں کی مادی پستی پر وہ شرمانے لگتے ہیں، اپنی تاریخ، اپنا طرز، اپنی تہذیب، زندگی گزارنے کا اپنا ڈھنگ کچھ سونا سونا سا لگتا ہے...... عالم اسلام میں یہ وبا پھیلی تو پھیلتی چلی گئی، برصغیر تو کچھ زیادہ ہی متاثر رہا، عجیب واقعات پیش آنے لگے، ایک زمانے میں پاکستان کی فٹبال ٹیم کھیلنے کے لیے جاپان گئی تو راتوں رات وہیں غائب ہوگئی، سوچا کہ ترقی کی مقدس خاک میں جذب ہونے کے لیے اس سے بہتر موقع پھر کب ملے گا۔

کینڈا پاکستان کے جتنے سفیر گئے اکثر نے سفارت کی مدت ختم ہونے کے بعد اپنے ملک آنا گوارا نہیں کیا، تعلقات بنائے اور بقیہ زندگی وہاں گزارنے کی ٹھانی، برطانیہ اور امریکہ جانے اور وہاں رہنے کا خواب کتنے ہم وطنوں کو بے چین کیے رکھتا ہے، بہت سے خود نہیں جاسکے تو اپنی اولاد وہاں بھیج کر اپنی محرومی کا کچھ مداوا کر لیتے ہیں، یہاں کی کوٹھیوں میں کتنے بوڑھے والدین ہیں جو ڈرائیوروں اور چوکیداروں کے رحم و کرم پر سسک سسک کر جان دیدیتے ہیں، تنہائی اور کسمپرسی میں لیکن وہ بے چارگی کی اس کیفیت پر بس اس لیے مطمئن ہوتے ہیں کہ ان کا ایک اکلوتا بیٹا، ان کی پیاری بیٹی امریکہ یا برطانیہ پہنچ کر وہاں سیٹل ہوگئی ہے اور یوں گویا دنیا میں اس کا واحد مقصد پورا ہو گیا۔ اب سہانی جان جاتی ہے تو جائے۔

انگریزی زبان کا اس قدر اثر ہے کہ کوئی پاکستانی رواں انگلش بولے تو انھیں دیکھ کر بہت سوں کی رال ٹپکنے لگتی ہے، پچھلے دنوں ایک دینی مدرسے کے طالب علم نے صدر صاحب کے سامنے طلبہ کنونشن کے موقع پر انگریزی میں تقریر کی تو صدر صاحب اس قدر متاثر ہوئے کہ کئی موقعوں پر انھوں نے اس کا ذکر کیا، یہ نہیں کہ طالب علم نے کوئی نئی بات کہہ دی، متاثر ہونے کی وجہ صرف یہ تھی کہ ایک دینی مدرسے کا طالب علم رواں انگلش بول سکتا ہے...... اسے مرعوبیت نہیں تو اور کیا نام دے سکتے ہیں، قرآن کریم کا صحیح تلفظ، اس کی خوب صورت تلاوت، حدیث وفقہ اور اسلامی علوم میں مہارت، عربی، اردو اور دوسری مقامی زبانوں میں اظہار کی قدرت، تقویٰ وطہارت اور پاکیزہ زندگی کی تعلیم، متاثر کرنے والی ان میں سے کوئی چیز متاثر نہیں کرسکتی، بس ایک رواں انگلش متاثر کر دیتی ہے، اس لیے کہ وہ فاتح قوم کی زبان ہے اور اس کی پگڈنڈیاں مادی ترقی کے جادہ عروج سے ملتی ہیں......

بلاشبہ اللہ کی یہ باغی قومیں اس وقت مادی ترقی کے دور عروج سے گزر رہی ہیں، ان کی بعض خوبیوں نے انھیں ترقی کی اس منزل پر پہنچایا، ان کے ہاں قومی سطح پر غیر معمولی محنت ہے، وقت کی قدر ہے، ملکی قوانین کی پاسداری ہے، قومی مفاد کی اہمیت ہے، تجارت میں نسبتاً دیانت داری ہے، جستجو اور کام کی لگن ہے، عظیم جنگوں اور کروڑوں افراد کی ہلاکتوں کے بعد ان کے بگڑے ہوئے قومی مزاج نے یہ خوبیاں مسلمانوں کی تاریخ اور اسلام کی تعلیم سے حاصل کیں، ان سرکش قوموں کو ان کی ان خوبیوں کا بدل عطا کیا گیا کہ قدرت کسی کی محنت ضائع نہیں کرتی...... لیکن اس کروفر، اس شان وشکوہ، اس تجارت ومعیشت، اس فراوانیِ عیش ودولت...... ان سب کے باوجود یہ ایک بدنصیب، ایک محروم اور ایک بے نوا مخلوق ہیں کہ ان کے کفر کی شب میں ایمان کی سحر نہیں اور ان کے اعمال کی شاخوں کے لیے اسلام کا شجر نہیں۔ رب کعبہ کی قسم! تلخیوں اور مشقتوں میں زندگی گزارنے والا وہ دیہاتی مؤمن بوڑھا جس کا دل ایمان کی روشنی سے منور اور جس کی زندگی سنت نبوی سے معطر ہے، دنیا کی ساری مادی ترقیاں اس کے ایک دل کا بدل نہیں بن سکتیں...... اس لیے ایمان کی سعادت پانے والو! مسلمان بھائیو! اپنے ایمان کی قدر کرو کہ اس متاع بے بہا کا ہاتھ آنا بڑے نصیبوں کی بات ہے۔